اسلام کا قانون نکاح

ڈاکٹر مفتی محمد علی ندوی
(استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

نکاح کی تعریف ومقاصد

نکاح کی تعریف: نکاح "مرد وعورت کے درمیان شرعی اصولوں پر کیا گیا معاہدہ" ہے۔(الدر المختار مع تنویر الأبصار، ص 177) جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلق جائز اور پیدا ہونے والی اولاد کا نسب شرعاً ثابت ہو جاتا ہے اور باہم حقوق وفرائض عائد ہوجاتے ہیں۔

عقد نکاح کا مقصد نسل انسانی کی بقاء، عفت وعصمت، باہمی الفت وموانست اور سکون کا حصول ہے۔

اسلام میں نکاح ایک طرف عقد ہے یعنی دو فریقوں کے درمیان معاہدہ ہے، دوسری طرف ایک مقدس عمل اور عبادت ہے، عبادت اسلئے ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں دئے گئے حکم کی تعمیل ہے، نیز حصول عفت وعصمت کا ذریعہ ہے، اس لئے شرعاً نکاح محض "دیوانی معاہدہ" نہیں بلکہ عبادت بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے مسجد کے نورانی اور پاکیزہ ماحول میں منعقد کرنے کی تلقین کی گئی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں:

أعلنوا هذا النكاح، واجعلوه في المساجد (رواہ الترمذی، باب ماجاء فی إعلان النکاح، حدیث نمبر:1089)

یعنی ''یہ نکاح اعلانیہ طور پر کرو اور مسجد میں اس کا اہتمام کرو۔''

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''افضل المساجد'' یعنی مسجد حرام میں حضرت میمونہؓ سے رشتۂ ازدواج منسلک کیا تھا۔

نیز اس پر مسرت موقع پر خطبۂ مسنونہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد وثناء، قولِ سدید اور تقویٰ وورع کی نصیحت نکاح کے مذہبی تشخص کو اُجاگر کرتی ہے۔

نکاح نسلِ انسانی کی بقاء کا ذریعہ اور خواہشِ نفسانی کی تکمیل کا مہذب طریقہ ہے۔

شادی سے پہلے استخارہ کرنا

شادی سے پہلے استخارہ کرنا بہتر ہے، کیونکہ کسی جائز کام کے کرنے یا چھوڑنے کا فیصلہ تائیدِ غیبی سے حاصل کرنے کے لیے نمازِ استخارہ ادا کرنا ایک مسنون عمل ہے، نبی اکرم ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی اس طرح تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن حکیم کی سورت کی تعلیم فرماتے تھے۔

اگر ایک دن استخارہ کرنے سے کچھ نظر نہ آئے تو یہ عمل سات دن تک جاری رکھنا مفید ہوگا۔ اِن شاء اللہ! خواب میں نظر آنے والی علامات سے مثبت یا منفی اشارہ مل جائے یا کوئی اور طریقہ، لیکن یاد رہے صرف استخارہ کی بنیاد پر آنکھیں بند کر کے شادی نہ کی جائے بلکہ پسند وناپسند اور دیگر معاملات کا ظاہری آنکھوں سے بھی اچھی طرح دیکھ بھال کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

رفیقۂ حیات کی تلاش (انتخابِ زوجین)

نکاح کے سلسلہ کی اہم ترین کڑی شریکِ حیات کی تلاش ہے۔ اس حوالے سے شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ عورت کے حسب ونسب، مال وزر اور حسن وجمال سے زیادہ اس کی دینداری کے پہلو کو دیکھا جائے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے:

”تنكح المرأة لأربع خصال: لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها، فاظفر بذات الدين تربت يداك“

”چار خصلتوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے حسب کی وجہ سے (خاندان "نسب"، خاندانی وجاہت) اور اس کے جمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے، لہٰذا تو دین والی کو اختیار کر (پھر بطور تکیہ کلام کے فرمایا) تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّنیَا مَتَاعٌ وَخَیرُ مَتَاعِ الدُّنیَا: اَلمَرأَۃُ الصَّالِحَۃُ۔(مسند أحمد:6567)

دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے چار اسباب: خاندان (نسب)، خاندانی وجاہت (حسب)، مال ودولت اور دین واخلاق میں چوتھے (دین واخلاق) کو درست بنیاد بتایا ہے، یہی معیار شوہر، داماد اور بہو کے انتخاب میں بھی ہونا چاہئے۔

پیغام نکاح

نکاح کا پیغام ایسی خاتون کو دینا جائز ہے جس کے ساتھ اس شخص کا نکاح فی الحال ہونا صحیح ہو، اس لئے جس مرد وعورت میں دائمی یا عارضی حرمت ہو اس کو نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں۔

کسی ایسی خاتون کو نکاح کا پیغام نہ دے، جس کو پہلے سے کسی دوسرے شخص نے نکاح کا پیغام دے رکھا ہو اور اس کی طرف اس خاتون یا اس کے اولیاء کا رجحان معلوم ہو گیا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَبِيعِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ. (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الخطبۃ علی خطبۃ أخیہ حتی یأذن أو یترک، حدیث نمبر: 1412)

کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے اور نہ کوئی شخص اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دے۔

اگر کسی شخص نے دوسرے کے پیغام پر پیغام دیا اور نکاح کرلیا تو اس کا نکاح صحیح ہوگا تاہم ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔

مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ اس خاتون کو خود دیکھ لے جس سے وہ رشتہ چاہ رہا ہے:

قال النبی' للمغیرة بن شعبة رضی الله عنه حین أراد أن یخطب امرأة: انظر إلیها فإنه أحری أنْ یؤدَمَ بینکما. (سنن الترمذی، حدیث نمبر:۰۸۷)

عورت کا ایسے مرد کو پیغام دینا جائز ہے جس سے اس کا فی الحال نکاح کرنا درست ہو، عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ پیغام دینے والے مرد کو دیکھ لے، ان دونوں کا نکاح سے پہلے تنہائی میں یکجا ہونا حرام ہے۔

منگنی

منگنی نکاح کا وعدہ ہے، فریقین کی باہم رضامندی سے طے پاتا ہے، اگر یہ نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں، آج کل منگنی ایک باقاعدہ رسم کی شکل اختیار کرچکی ہے اور اسے شادی کا ایک لازمی جزو سمجھا جانے لگا ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اس رسم کی ادائیگی میں بھی کم وبیش اتنے ہی اخراجات ہونے لگے ہیں جتنے نکاح یا ولیمہ کے موقع پر کیے جاتے ہیں۔

انتخاب زوجین کے بعد وعدۂ نکاح تک منگنی کا عمل درست ہے، کیونکہ اس دوران فریقین کو ایک دوسرے کا مزاج سمجھنے کا موقع بھی مل جاتا ہے لیکن اسے نہایت سادگی سے ادا کیا جانا چاہیے اور اس رسم کی آڑ میں بے جا فضول خرچی جائز نہیں۔ یہ محض نمود ونمائش،

وقت اور پیسے کا ضیاع ہے۔

منگنی یا رشتہ کا طے ہو جانا شرعاً ’’نکاح کا وعدہ ہے‘‘، جس میں قانونی لزوم نہیں ہے، اگر رشتہ طے ہو جانے کے بعد طرفین میں سے کوئی انکار کرے تو اسے مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

منگنی کے طور پر انگوٹھی پہنا دینا، کچھ نقد دینا، یا کپڑے پہنانا، یا کوئی اور تحفہ دینا نکاح کے لئے رضا مندی کی علامت ہے، لیکن اس طرح کے عمل کی وجہ سے نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

رشتہ طے ہو جانے کے بعد اگر لڑکے یا لڑکی کا نکاح کسی دوسرے سے ہو گیا تو وہ نکاح صحیح ہوگا، اور اس نکاح کے فسخ کا مطالبہ درست نہیں ہوگا۔

اگر نکاح سے پہلے مہر یا اس کا کچھ حصہ نقد یا سامان کی صورت میں ادا کر دیا گیا، پھر کسی وجہ سے نکاح نہ ہوسکا تو اس نقد یا سامان کے واپس لینے کا حق لڑکے کو ہوگا، اور اگر وہ نقد یا سامان باقی نہ ہو تو اس کا بدل لینا جائز ہے، منگنی میں دئے گئے تحائف اگر موجود ہوں اور رشتہ ٹوٹ جائے تو ان تحائف کو واپس لینا جائز ہے۔

بچپن میں کی گئی منگنی کو اولاد بالغ ہونے کے بعد توڑ سکتی ہے، ضروری ہے کہ والدین بچپن میں بچوں کی منگنی کرنے سے گریز کریں، کیونکہ بچوں کی منگنی کر دینے کے نتائج بسا اوقات الا ماشاء اللہ ناچاکی کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

اگر بچوں کی رائے غلط ہے تو دلیل اور محبت سے ان کو اپنے حسنِ انتخاب کا قائل کریں اور ان پر زبردستی کا فیصلہ مسلط نہ کریں۔ والدین اپنے بچوں کو اُس حق سے کیوں محروم کرتے ہیں، جو اسلام نے انہیں عطا کیا ہے؟ اگر اس بات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور اس پر ہر ممکن عمل کیا جائے تو ناکام شادیوں کا بڑی حد تک ازالہ کیا جاسکتا ہے۔

ارکان نکاح

نکاح حرام کو حلال کرتا ہے؛ اس لیے اس کے ارکان اور شرائط کو بوقت نکاح ملحوظ

رکھنا نہایت ہی ضروری ہے، ورنہ بعض دفعہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا ہے اور طویل عرصہ تک لڑکا لڑکی دونوں حرام کاری کرتے رہتے ہیں۔

ایجاب وقبول کی تعریف

نکاح کے طرفین میں سے جس کسی کی طرف سے بھی پہلے اصالتا، ولایتا یا وکالتا نکاح کی پیشکش جن الفاظ میں کی جائے ان الفاظ کو ''ایجاب'' اور دوسری جانب سے جن الفاظ میں اس پیشکش کو قبول کیا جائے ان الفاظ کو ''قبول'' کہا جاتا ہے۔

ایجاب وقبول کے لئے ضروری ہے کہ زبان سے ایسے الفاظ کہے جائیں جن سے فی الفور طرفین کے مابین رشتہ نکاح قائم ہو جانا معلوم ہوتا ہو، چاہے وہ الفاظ اس مفہوم پر حقیقتا دلالت کریں، یا مجازیا عرفاً، چاہے زبان عربی ہو یا غیر عربی، جیسے نکاح، زواج، بیاہ وغیرہ یا کوئی بھی ایسا لفظ جو بلاتحدید مدت ازدواجی رشتہ کو ظاہر کرتا ہو۔

نکاح صحیح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ ایجاب وقبول میں کوئی ایسا لفظ ذکر نہ کیا جائے، جس سے نکاح کا کسی معین مدت کے لئے ہونا معلوم ہو۔

نکاح کی دو قسمیں ہیں: نکاح صحیح اور نکاح غیر صحیح۔

نکاح صحیح وہ ہے جس میں نکاح کے ارکان اور شرطیں پائی جائیں۔

نکاح صحیح ہونے کی شرطیں

شرائط نکاح میں سے بعض وہ ہیں جو ایجاب وقبول کے ٹھیک ہونے کے لئے ضروری ہیں، بعض وہ شرائط ہیں جن کا تعلق ایجاب وقبول کے الفاظ ادا کرنے والوں سے ہے اور بعض وہ ہیں جن کا تعلق عورت سے ہے۔

ایجاب وقبول سے متعلق شرائط حسب ذیل ہیں:

پہلی شرط:

ایجاب وقبول کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایجاب وقبول کی مجلس ایک ہو،

مثلاً ایجاب جس مجلس میں ہوا اسی مجلس میں قبول ہوجائے ورنہ نکاح منعقد نہیں ہوگا، اگر ایجاب وقبول کی جگہ بدل جائے یا کوئی ایک مجلس سے اٹھ جائے پھر قبول کرے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔(بدائع الصنائع:۲/۲۳۲، ہندیہ:۱/۲۶۹)

دوسری شرط:

(الف)ایجاب وقبول کا تلفظ کیا گیا ہو، یعنی اگر ایجاب وقبول کرنے والا بولنے پر قادر ہے اور دونوں مجلس میں موجود ہیں تو ایجاب وقبول کی منظوری زبان سے دینا ضروری ہے، مثلاً ایجاب یوں کرے ''میں نے آپ سے اتنے مہر کے عوض نکاح کیا'' اور قبول یوں کرے ''ہاں میں نے قبول کیا'' اگر ایجاب وقبول کے الفاظ لکھ دیے جائیں، یا صرف سر کو ہلا دیا جائے یا نکاح نامہ میں صرف دستخط کر دیے جائیں تو ان صورتوں میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(ب) اگر نکاح کرنے والوں میں سے کوئی ایک مجلس میں موجود نہ ہو؛ مگر اس کی طرف سے اس کا ولی جس کو اس نے نکاح کرانے کی اجازت دے رکھی ہو یا وکیل جس کو اس نے نکاح کرانے کا وکیل بنایا ہو، موجود ہو تو وہ خود اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔مثلا یوں ایجاب کرے ''میں نے فلاں یا فلانہ کا نکاح آپ سے اتنے مہر کے عوض کیا'' اور قبول اس طرح کرے ''ہاں میں نے فلاں یا فلانہ کی طرف سے قبول کیا'' یا قاضی ولی اور وکیل کا ترجمان بن کر اس کی موجودگی میں ایجاب کرے تو اس سے بھی نکاح منعقد ہوجائے گا۔

(ج) اگر کوئی ولی یا وکیل بھی موجود نہ ہو تو اگر کسی ایک نے ایجاب کو لکھ کر بھیجا اور دوسرے نے جس مجلس میں اس کو ایجاب کی تحریر پہونچی، اسی مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں ایجاب کو پڑھ کر یا کسی سے پڑھوا کر زبان سے قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔(ہندیہ:۱/ ۲۶۹-۲۷۰)

(د) ضروری ہے کہ ایجاب وقبول میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے فوری طور پر نکاح کا انعقاد معلوم ہو، اگر ایجاب یا قبول کو آئندہ زمانہ کی طرف منسوب کیا

جائے یا کسی ایسے واقعہ پر معلق کر دیا جائے، جس کے مستقبل میں پیش آنے کا امکان ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

تیسری شرط

یہ ہے کہ ایجاب وقبول کے صیغے ماضی یا حال کے ہوں، مثلاً میں نے آپ سے نکاح کیا یا نکاح کرتا ہوں کہے، اسی طرح میں نے قبول کیا یا میں قبول کرتا ہوں، یا مجھے قبول ہے وغیرہ الفاظ کہے، پس اگر مستقبل کے صیغے استعمال کیے جائیں، مثلاً یوں کہا کہ نکاح کروں گا، قبول کروں گا یا ٹھیک ہے کرلوں گا وغیرہ، تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۹/ ۳۵)

چوتھی شرط:

چوتھی شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول کم از کم دو ایسے مسلمان عاقل و بالغ مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ہو، جو فریقین کے ایجاب وقبول کے الفاظ کو سن سکیں؛ لہٰذا اگر دو گواہ نہیں ہیں یا گواہ تو ہیں؛ مگر مسلمان نہیں ہیں، یا صرف عورتیں ہیں، یا گواہ بالغ نہیں ہیں، یا عاقل نہیں ہیں تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

دولہا، دلہن کے ماں باپ اور ان کی اولاد بھی نکاح کے گواہ ہو سکتے ہیں لیکن دوسروں کو گواہ بنانا بہتر ہے۔

جدید ٹکنالوجی کے ذریعہ نکاح

ٹیلیفون، موبائل، وہاٹس ایپ، فیس بک، چیٹنگ کے ذریعہ ہو یا آڈیو کانفرس ہو یا ویڈیو کانفرس ہو نکاح کسی بھی صورت میں منعقد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ دونوں کی مجلس ایک نہیں ہے؛ البتہ اگر ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے کسی کو وکیل بنا دیا جائے اور وہ وکیل اپنے مؤکل کی طرف سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب یا قبول کرے تو پھر نکاح منعقد ہو جائے گا۔

کورٹ میرج

کورٹ میں نکاح کرنے کی صورت میں اگر ایجاب وقبول کی ساری شرطیں موجود ہوں تو نکاح منعقد ہوگا، ورنہ نکاح نہیں ہوگا۔ مثلاً اگر متعلقہ افسر کے سامنے صرف کاغذ پر دستخط کر دیا، زبان سے ایجاب وقبول نہیں کیا۔ یا دونوں گواہ مسلمان نہیں تھے یا صرف عورتیں گواہ تھیں، تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

سنن ومستحبات عقد نکاح

ایجاب وقبول سے پہلے خطبہ دینا مسنون ہے۔ جس میں سورہ نساء کی پہلی آیت، سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۲، سورہ احزاب کی آیت نمبر ۷۰، ۷۱، اور سورہ حجرات کی آیت نمبر ۱۳۔ اسی طرح نکاح سے متعلق احادیث مثلاً ''النکاح من سنتی'' وغیرہ کا پڑھنا بہتر ہے۔

مجلسِ نکاح میں تقریر کرنا

مجلس نکاح میں اردو یا مادری زبان میں تقریر کرنا، جس میں نکاح کی فضیلت، مسائل واحکام، اور میاں بیوی کے فرائض وحقوق کو بیان کرنا اور انھیں شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرنا مناسب ہے۔ نیز طلاق وخلع کے نقصانات کو واضح کرنا اور اس کے مسنون طریقہ کو بھی بیان کر دینا مناسب ہے۔

میاں بیوی کو مبارکباد دینا

نکاح کے بعد میاں بیوی کو دعا اور مبارک باد دینا سنت ہے، مبارکبادی کے الفاظ حدیث میں اس طرح منقول ہیں: بَارَکَ اللہُ لَکُمَا وَجَمَعَکُمَا فِی خَیْرٍ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس نکاح میں برکت دے اور تم دونوں میاں بیوی کو خیر میں جمع کردے۔ (بخاری: ٦٣٨٦)

نکاح کا اعلان کرنا

حدیث میں ہے: أَعْلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَاضْرِبُوا

عَـلَيْـــهِ بِـــالـدُّفُـوف۔(ترمذی:۱۰۸۹)،یعنی کھلے عام نکاح کرو،اس کو مسجد میں قائم کرواور دف بجاؤ؛ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں اور فلانہ کے درمیان نکاح ہوا ہے۔

نکاح کا وقت

نکاح کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے؛ البتہ شوال کے مہینے میں اور جمعہ کے دن نکاح کرنا مستحب ہے؛ کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ماہ شوال میں اور جمعہ کے دن نکاح کرنا منقول ہے۔(الدرالمختار علی ردالمحتار:۳/۸)

نکاح میں بلا وجہ تاخیر ممنوع ہے

نکاح ایک حکمِ شرعی ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنت ہے، ایک تو اس کے سنت ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے میں بلا وجہ تاخیر نہ کی جائے۔ دوم یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرنا: ایک تو نماز میں تاخیر نہ کرنا جب اس کا وقت ہو جائے، دوم: نمازِ جنازہ میں تاخیر نہ کرنا جب وہ تیار ہو جائے، سوم: غیر شادی شدہ لڑکی کے نکاح میں تاخیر نہ کرنا جب اس کے ہم پلہ کوئی مناسب رشتہ مل جائے، مستدرک حاکم (رقم الحدیث:۲۷۴) میں ہے:

”عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ثَلَاثٌ يَا عَلِيُّ! لَا تُؤَخِّرْهُنَّ: الصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُؤًا۔“

اس لیے جب نکاح تیار ہو تو پھر نحوست کے اس بے بنیاد نظریئے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان مہینوں کی وجہ سے اس میں تاخیر کرنا نہایت ہی ناپسندیدہ عمل ہے، جس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

شادی سال بھر میں کسی بھی روز ممنوع، منحوس یا معیوب نہیں ہے، شرعی اعتبار سے شادی سال بھر میں کسی بھی روز منع نہیں، بلکہ جب بھی کرنی ہو اس کے لیے سال کے تمام

ایام میں سے کسی بھی دن کا انتخاب کیا جا سکتا ہے، اس لیے جو لوگ محرم، صفر، شوال یا کسی بھی مہینے میں نکاح غلط اور منحوس سمجھتے ہیں، ان کی یہ سوچ بے بنیاد ہے، کیونکہ قرآن وسنت سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں، ایسا نظریہ رکھنا دین کے سراسر خلاف ہے۔

ولیمہ کرنا

نکاح کے فوراً بعد چھوارے یا کوئی میٹھی چیز تقسیم کرنا مستحب ہے، اسی طرح نکاح کی خوشی میں ولیمہ کرنا بھی لڑکے کے لیے مستحب ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے اعزہ واقربہ کو اپنی وسعت کے مطابق کھانا کھلائے؛ بشرطیکہ کوئی نام ونمود اور فضول خرچی نہ ہو۔ کھانا کھلانے کے تعلق سے لڑکی یا اس کے گھر والوں پر کوئی چیز واجب یا مستحب نہیں ہے۔ ولیمہ کرنے کے نام پر لڑکے والے کا لڑکی والے سے کچھ مانگنا درست نہیں۔ اگر وسعت نہ ہو تو ولیمہ ہی نہ کرے؛ مگر دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔

غیر اسلامی نکاح

ہر دور اور ہر قوم میں نکاح رائج ہے، لیکن سب کی رسم ورواج، قانون، ضابطے اور طور وطریقے الگ الگ ہیں۔

دورِ جاہلیت میں بھی نکاح کے مختلف ضابطے مروج تھے، لیکن اِسلام نے جہاں زندگی کے ہر میدان سے متعلق رہنمائی فراہم کی ہے، وہیں نکاح کے بابت بھی بالتفصیل ہدایات فراہم کی ہیں، جن پر چل کر اِنسانی زندگی کو بہت سہل بنایا جا سکتا ہے، خاندان اور معاشرے کو مثالی بنایا جا سکتا ہے۔ اِسلام نے قبیح اور اِستحصالی رسومات کا خاتمہ کیا اور اِنسانی زندگی کو سہل بنانے والے محاسن کا اِضافہ کرتے ہوئے خالص اِسلامی معاشرے کی داغ بیل ڈالی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اکثر لوگوں میں اس پر بھی مختلف فرسودہ تصورات اور رسومات کی دبیز تہہ جمتی گئی۔ قرآن وسنت کے اَحکام کے برعکس نکاح جیسے پاکیزہ عمل کو انتہائی مشکل اور کٹھن بنا دیا گیا۔

غیر اسلامی نکاح بعض تو وہ ہیں جو بالکل ناجائز ہیں، جیسے زمانہ جاہلیت میں مختلف قسم کے نکاح ہوتے تھے اور مرد اور عورت کے درمیان ناجائز تعلقات ہوتے تھے ان کی مثالیں اس زمانے میں بھی مل سکتی ہیں یا ملتی ہیں۔

غیر اسلامی نکاح وہ بھی ہیں جو ہوتو ارکان وشرائط کے ساتھ مگر اس میں غلط رسم و رواج اور غلط باتیں شامل کر لی گئی ہیں، ایسی صورت میں یہ نکاح تو صحیح ہے لیکن یہ رسم و رواج قابل اصلاح ہیں۔

لڑکی والوں کی طرف سے رخصتی کی دعوت کا حکم

نکاح کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے کھانے کا انتظام کرنا ولیمہ کی طرح سنت نہیں ہے، ہاں اگر کوئی نمود ونمائش سے بچتے ہوئے، کسی قسم کے زبردستی اور خاندانی دباؤ کے بغیر اپنی خوشی ورضا سے اپنے اعزاء اور مہمانوں کو کھانا کھلائے تو یہ مہمانوں کا اکرام ہے، اور اس طرح کی دعوت کا کھانا کھانا بارات والوں کے لیے جائز ہے، لیکن اگر لڑکی والے خوشی سے نہ کھلائیں تو زبردستی کر کے کھانا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

صحیح بخاری میں ہے: ”وقال أنس: إذا دخلت على مسلم لا يتهم، فكل من طعامه واشرب من شرابه“۔(۷/ ۸۲، كتاب الأطعمة، باب الرجل يدعى إلى طعام، ط:دارطوق النجاة)

صحیح مسلم میں ہے:عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:”إذا دعى أحدكم إلى طعام، فليجب، فإن شاء طعم، وإن شاء ترك“ (صحیح مسلم۲/۱۰۵۴، کتاب الحج، باب زواج زینب بنت جحش، حدیث نمبر: ۱۴۳۰)

محرمات کا بیان

کن رشتہ داروں سے نکاح حلال ہے اور کن سے نکاح حرام ہے؟ اسلام میں اس سلسلہ میں تفصیلی ہدایت دی گئی ہے، اور قرآن مجید کا پورا ایک رکوع اسی مسئلہ سے متعلق

ہے۔(النساء:۲۳)

اسلام نے بہت قریبی خونی رشتہ داروں کے علاوہ لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان رشتہ نکاح کو جائز قرار دیا ہے، جیسے: چچازاد، خالہ زاد، ماموں زاد وغیرہ، اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ رشتے تلاش کرنا آسان ہوتا ہے، دونوں پہلے سے ایک دوسرے کی شکل وصورت اور اخلاق وعادات سے واقف ہوتے ہیں؛ اس لئے بعد میں اختلاف اور جھگڑے کی نوبت نہیں آتی، دوسرے: خاندان میں کچھ ایسے بزرگ ہوتے ہیں، جو دونوں کے نزدیک قابل احترام سمجھے جاتے ہیں، جب کبھی میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہوتا ہے تو یہ بزرگ شخصیتیں مسئلہ کو سلجھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور زندگی کی گاڑی پٹری سے ہٹ کر پھر اپنی پٹری پر واپس آجاتی ہے۔

جس عورت سے نکاح ہو رہا ہے وہ اس مرد پر نہ دائمی طور پر حرام ہو نہ عارضی طور پر۔

کسی عورت سے نکاح حرام ہونے کی دو صورتیں ہیں: (الف) ہمیشہ کے لئے حرام ہوتا، جسے حرمت موبدہ کہتے ہیں،

(ب) عارضی حرمت جو خاص حالات یا خاص وقت تک محدود ہوتی ہے، اسے حرمت موقتہ کہتے ہیں۔

حرمت مؤبدہ (دائمی حرمت) کے تین اسباب ہیں: ۱-نسب، ۲-مصاہرت، ۳۔ رضاعت

حرمت بسبب نسب

نسب کی وجہ سے مندرجہ ذیل عورتوں سے نکاح حرام ہے:

(الف) ماں، نانی، دادی (اوپر تک)۔

(ب) بیٹی، پوتی، نواسی (نیچے تک)۔

(ج) بہن، حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی (باپ شریک یا ماں شریک)۔

(د) پھوپھی اور خالہ، چاہے حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی (باپ شریک یا ماں شریک)

(ہ) بھتیجی حقیقی بھائی کی لڑکی ہو یا علاتی یا اخیافی بھائی کی اور اس کی اولاد (نیچے تک)۔

(و) بھانجی حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی، اور اس کی اولاد (نیچے تک)۔

حرمت بسبب مصاہرت

مصاہرت سے مراد وہ رشتے ہیں جو نکاح کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

مصاہرت کی وجہ سے مندرجہ ذیل عورتوں سے نکاح حرام ہے:

(الف) اپنی منکوحہ کی ماں، نانی، دادی اور تمام ہی اصول۔

(ب) اپنے بیٹے، پوتے نواسے اور تمام ہی فروع کی منکوحہ عورتیں، خواہ پہلے نکاح میں رہ چکی ہوں یا فی الحال نکاح میں ہوں۔

(ج) اپنے باپ، دادا، نانا اور تمام ہی اصول کی منکوحہ عورتیں۔

(د) اپنی ان منکوحہ عورتوں کی اولاد اور اولاد کی اولاد (نیچے تک) جن سے صحبت کر چکا ہو۔

جن صورتوں میں نکاح صحیح سے حرمت مصاہرت پیدا ہو جاتی ہے، ان صورتوں میں محض نکاح فاسد سے حرمت پیدا نہیں ہوگی، البتہ اگر نکاح فاسد کے بعد وطی بھی ہوگئی ہو یا دواعی وطی کا ارتکاب کیا گیا ہو تو حرمت مصاہرت پیدا ہو جائے گی۔

حرمت بسبب رضاعت

ڈھائی سال کی عمر کے اندر لڑکے یا لڑکی نے کسی عورت کا دودھ پی لیا، تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

جن صورتوں میں نسبی تعلق کی بنیاد پر نکاح حرام ہوتا ہے، ان سب ہی صورتوں میں رشتہ رضاعت کی وجہ سے بھی نکاح حرام ہوگا۔

دودھ پلانے والی، دودھ پینے والے کی رضاعی ماں ہوگی، اور اس کا شوہر جس کی

وجہ سے دودھ اترا ہے دودھ پینے والے کا رضاعی باپ ہوگا۔ دودھ پلانے والی کے اصول و فروع اور اس کے شوہر کے اصول وفروع خواہ دودھ پلانے والی کے بطن سے ہوں یا دوسری بیوی کے بطن سے، دودھ پینے والے پر اور اس کے فروع پر حرام ہوں گے۔

دودھ پلانے والی عورت پر دودھ پینے والی لڑکی کا شوہر نیز ان کے فروع حرام ہوں گے۔

دودھ پلانے والی عورت کے اصول وفروع پر، اسی طرح اس کے شوہر اور شوہر کے اصول وفروع پر، دودھ پینے والے لڑکے کی بیوی نیز ان کے فروع حرام ہوں گے۔

رضاعت سے حرمت پیدا ہونے کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) دودھ پلانے والی عورت کی عمر کم سے کم نو سال ہو، اس سے پہلے اگر کسی لڑکی کو دودھ اتر آئے تو وہ دودھ شمار نہیں ہوگا۔

(ب) دودھ اپنی اصلی حالت میں پلایا جائے، اگر دودھ کو جما دیا جائے، یا کسی کھانے کی چیز کے ساتھ ملا کر پکا دیا جائے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

(ج) عورت کا دودھ اگر جانور کے دودھ کے ساتھ ملا کر پلایا جائے، یا کسی دوا یا پانی میں ملا کر پلایا جائے تو دیکھا جائے گا کہ دودھ غالب ہے یا ملائی ہوئی چیز، یا دونوں برابر ہیں، اگر دودھ غالب ہو یا برابر ہو تو حرمت ثابت ہوگی، ورنہ نہیں۔

(د) دودھ براہ راست پستان سے پلایا جائے یا دودھ نکال کر حلق میں یا ناک میں ٹپکایا جائے تو حرمت ثابت ہوگی، اگر کسی اور ذریعہ سے دودھ جسم میں یا معدہ میں داخل کیا جائے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

(ہ) اگر دو عورتوں کے دودھ ملا کر پلا دیئے گئے تو دونوں عورتوں سے حرمت ثابت ہوگی۔

(و) یہ بھی ضروری ہے کہ دودھ بچے کے معدہ میں پہنچ جائے، اگر محض پستان منہ میں لیا اور دودھ چوسا نہیں، یا چوسا لیکن اگل دیا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

دو عادل مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی شہادت ثبوت رضاعت

کے لئے ضروری ہے۔

مرد کا اقرار، نکاح سے پہلے اور نکاح کے بعد اور عورت کا اقرار نکاح سے پہلے؛ ثبوت رضاعت کے لئے کافی ہوگا، اور اگر عورت نکاح کے بعد اقرار کرے تو یہ اقرار اس کا دعوی شمار کیا جائے گا، جو گواہوں کے بغیر ثابت نہ ہو سکے گا۔

نکاح صحیح کی قسمیں

نکاح صحیح کبھی موقوف ہوتا ہے اور کبھی نافذ

نکاح صحیح کبھی لازم ہوتا ہے اور کبھی غیر لازم

جس نکاح صحیح میں حسب ذیل شرطیں پائی جائیں وہ نکاح صحیح نافذ کہلائے گا، ورنہ اسے نکاح موقوف کہیں گے:

(الف) اگر مرد و عورت خود ایجاب وقبول کریں، یا ایجاب وقبول کے لئے کسی کو اپنا وکیل بنائیں تو ضروری ہے کہ وہ دونوں اور وکیل سب عاقل و بالغ ہوں، اگر کسی باشعور نابالغ لڑکے یا لڑکی نے اپنا ایجاب یا قبول خود کیا تو نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور اگر مجنون نے کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(ب) نابالغ یا مجنون لڑکا لڑکی کا نکاح ولی ابعد نے کر دیا تو یہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

(ج) نکاح میں اگر وکیل نے اپنے موکل کے دئے ہوئے اختیارات سے تجاوز کیا تو وہ نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

نکاح لازم اور غیر لازم

نکاح لازم وہ نکاح کہلائے گا جس میں زوجین میں سے کسی کو یا ان کے اولیاء کو نکاح کے فسخ کا اختیار نہ ہو اور اگر فسخ کا اختیار ہو تو غیر لازم ہے۔

مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ نکاح صحیح لازم ہو جاتا ہے:

(الف) نابالغ لڑکا یا لڑکی کا نکاح باپ دادا نے، یا مجنون مجنونہ کا نکاح باپ دادا یا بیٹے نے کیا ہو۔

(ب) بالغہ عاقلہ نے اپنا نکاح ولی عصبہ کی اجازت کے بغیر کفو میں مہر مثل پر کیا تو نکاح لازم ہوگا۔

(ج) اگر کفائت کے بارے میں دھوکہ نہ دیا گیا ہو تو نکاح لازم ہوگا۔

ان تمام صورتوں میں جن میں نکاح باقی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا ہے محض صاحب حق کے نامنظور کر دینے سے نکاح ختم نہیں ہو جائے گا، بلکہ اس کے لئے قاضی کا فیصلہ ضروری ہوگا۔

نکاح غیر صحیح (یعنی باطل اور فاسد اور انکے احکام)

نکاح غیر صحیح وہ نکاح ہے، جس میں ارکان وشرائط نکاح میں سے کوئی رکن یا کوئی شرط مفقود ہو۔

نکاح غیر صحیح کی دو قسمیں ہیں: (۱) نکاح باطل، (۲) نکاح فاسد۔

نکاح باطل وہ نکاح ہے جو شرعاً منعقد ہی نہیں ہوتا

نکاح فاسد وہ نکاح ہے جو نہ صحیح ہو اور نہ باطل، قبل دخول اس کا وہی حکم ہے جو نکاح باطل کا ہے، اور بعد دخول اس پر آثار واحکام نکاح مرتب ہوتے ہیں، ہر دو صورت میں بذریعہ متارکت یا بذریعہ حکم قاضی تفریق ضروری ہے۔

مندرجہ ذیل نکاح باطل ہیں:

(الف) وہ نکاح جس کے ایجاب وقبول میں کوئی ایسی خامی ہو جس کی وجہ سے ایجاب وقبول اپنے شرائط کے مطابق صحیح نہ ہو۔

(ب) ایجاب وقبول کے الفاظ ادا کرنے والوں میں ضروری اہمیت موجود نہ ہو۔

(ج) ایسی خاتون سے نکاح جو قرابت، رضاعت، یا مصاہرت کی وجہ سے نکاح کرنے والے پر حرام ہے، یا وہ عورت دوسرے شخص کی بیوی ہے، یا دوسرے کی عدت میں

ہے یا خود نکاح کرنے والے کی مطلقہ ثلاثہ ہے اور حلالہ نہیں ہوا ہے، یا ایسی عورت سے نکاح کرنا جس سے موجودہ بیوی کے رہتے ہوئے نکاح کرنا حرام ہے، یا ایسی عورت سے نکاح کرنا جو نہ مسلمان ہے نہ کتابیہ۔

(د) مرد و عورت میں سے کوئی ایک مرتد ہو، یا مرد غیر مسلم ہو اور عورت مسلمان ہو۔

نکاح باطل کے علاوہ تمام وہ نکاح جو غیر صحیح ہوں، فاسد قرار پائیں گے۔

نکاح فاسد پر وطی سے پہلے احکام نکاح میں سے کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا۔

نکاح فاسد میں وطی کے بعد مندرجہ ذیل احکام مرتب ہوں گے:

(۱) مہر مثل اور مقررہ مہر میں جو کم ہو وہ واجب ہوگا اور اگر بوقت نکاح کوئی مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو مہر مثل واجب ہوگا۔

(۲) اولاد کا نسب بعض شرائط کے ساتھ ثابت ہوگا۔

(۳) تفریق یا متارکت کے بعد عدت واجب ہوگی (نفقہ نہیں)۔

نکاح صحیح کی قسمیں

نکاح صحیح کبھی موقوف ہوتا ہے اور کبھی نافذ۔

نکاح صحیح کبھی لازم ہوتا ہے اور کبھی غیر لازم۔

جس نکاح صحیح میں حسب ذیل شرطیں پائی جائیں وہ نکاح صحیح نافذ کہلائے گا، ورنہ اسے نکاح موقوف کہیں گے:

(الف) اگر مرد و عورت خود ایجاب وقبول کریں، یا ایجاب وقبول کے لئے کسی کو اپنا وکیل بنائیں تو ضروری ہے کہ وہ دونوں اور وکیل سب عاقل و بالغ ہوں، اگر کسی باشعور نابالغ لڑکے یا لڑکی نے اپنا ایجاب یا قبول خود کیا تو نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور اگر مجنون نے کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(ب) نابالغ یا مجنون لڑکا لڑکی کا نکاح ولی ابعد نے کر دیا تو یہ نکاح ولی اقرب کی

اجازت پر موقوف رہے گا۔

(ج) نکاح میں اگر وکیل نے اپنے موکل کے دئے ہوئے اختیارات سے تجاوز کیا تو وہ نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

نکاح لازم اور غیر لازم

نکاح لازم وہ نکاح کہلائے گا جس میں زوجین میں سے کسی کو یا ان کے اولیاء کو نکاح کے فسخ کا اختیار نہ ہو، اور اگر فسخ کا اختیار ہو تو غیر لازم ہے۔

مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ نکاح صحیح لازم ہو جاتا ہے:

(الف) نابالغ لڑکا یا لڑکی کا نکاح باپ دادا نے، یا مجنون مجنونہ کا نکاح باپ دادا یا بیٹے نے کیا ہو۔

(ب) بالغہ عاقلہ نے اپنا نکاح ولی عصبہ کی اجازت کے بغیر کفو میں مہر مثل پر کیا تو نکاح لازم ہوگا۔

(ج) اگر کفائت کے بارے میں دھوکہ نہ دیا گیا ہو تو نکاح لازم ہوگا۔

ان تمام صورتوں میں جن میں نکاح باقی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دیا گیا ہے محض صاحب حق کے نامنظور کر دینے سے نکاح ختم نہیں ہو جائے گا، بلکہ اس کے لئے قاضی کا فیصلہ ضروری ہوگا۔

غیر مسلموں کا نکاح

حالت کفر میں مرد و عورت کا کیا ہوا ایسا نکاح جس میں شرع اسلامی کے مطابق صحت نکاح کے سارے ارکان وشرائط پائے جاتے ہوں، دونوں کے قبولیت اسلام کے بعد بھی باقی رہے گا۔

اور اگر غیر مسلموں کے مابین کوئی ایسا نکاح ہوا ہو جس میں صحت نکاح کی بعض وہ شرطیں نہیں پائی جاتی ہوں، جو شرع اسلامی کی رو سے ضروری ہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) جو شرائط نہیں پائی جاتی ہیں ان کا تعلق انعقاد نکاح سے ہے، جیسے گواہ کا ہونا۔

(ب) یا وہ شرائط جو اس نکاح میں مفقود ہیں وہ ایسی ہیں جو انعقاد نکاح اور بقاء نکاح دونوں کے لئے ضروری ہیں، مثلاً زوجین کے درمیان محرمیت کا رشتہ نہ ہونا کہ یہ جس طرح انعقاد نکاح کے لئے ضروری ہے اسی طرح بقاء نکاح کے لئے بھی ضروری ہے۔

پہلی صورت میں زوجین بیک وقت اسلام لے آئیں اور وہ نکاح ان کے مذہب کی رو سے درست تھا تو اس نکاح پر ان کو قائم رکھا جائے گا اور نکاح جدید کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

اور اگر دوسری صورت ہو یعنی اس نکاح میں وہ شرطیں نہ پائی جائیں جو نکاح کے بقاء واستمرار کے لئے ضروری ہیں تو اس صورت میں اگر دونوں میاں بیوی ایک ساتھ اسلام لے آئیں، یا کوئی ایک اسلام لے آیا تو نکاح باقی نہیں رہے گا۔ مثلاً کسی نے حالت کفر میں اپنی بھانجی سے نکاح کرلیا، اب وہ مسلمان ہو جائے یا دونوں مسلمان ہو جائیں، تو یہ نکاح باقی نہیں رہے گا، علیحدگی لازم ہوگی۔

اگر پہلی صورت میں غیر مسلم زوجین میں سے صرف بیوی اسلام لے آئے تو اگر ممکن ہو تو شوہر پر تین بار اسلام پیش کیا جائے گا، اگر شوہر نے بھی اسلام قبول کرلیا تو وہ نکاح قائم رہے گا، اور اگر اس کے بعد بھی شوہر اسلام قبول کرنے سے انکار کردے یا خاموش رہے (اور) اگر ممکن ہو تو قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کردے، لہذا عدت گزار کر عورت کسی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے، اور اگر اسلام پیش کرنا یا قاضی کے ذریعہ تفریق کرانا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کا تین حیض، یا اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ گزر جانے پر، یا حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد، نکاح ختم ہو جائے گا، اور پھر عدت کے بعد اس کے لئے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔

پہلی صورت میں اگر صرف شوہر اسلام لے آئے اور بیوی کتابیہ ہو تو نکاح باقی رہے گا، اور اگر بیوی غیر کتابیہ ہو اور اسلام پیش کرنا ممکن ہو تو اس پر تین بار اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کرے یا دین کتابی میں داخل ہو جائے تو نکاح باقی رہے گا، ورنہ

دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے گی، اور اگر اسلام پیش کرنا یا تفریق کرنا ممکن نہ ہوتو تین حیض یا تین ماہ یا حاملہ ہوتو ولادت کے بعد نکاح خود بخود ختم ہوجائے گا۔

اگر کوئی مسلمان عورت مرتد ہو جائے (عیاذاً باللہ) تو اس کے ارتداد کی وجہ سے نکاح ختم نہیں ہوگا۔

اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مرتد ہوجائے (عیاذاً باللہ) تو نکاح فوراً ختم ہوجائے گا۔

ولایت نکاح

ولایت عمومی وہ شرعی اختیار ہے، جس کی وجہ سے کسی شخص کا تصرف دوسرے شخص پر اس کی اجازت کے بغیر نافذ ہوتا ہے۔

ولایت نکاح اس شرعی اختیار کا نام ہے، جس کی وجہ سے کوئی شخص نابالغ یا غیر عاقل لڑکے یا لڑکی کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کرسکتا ہے۔

کسی شخص کو دوسرے پر ولایت نکاح دو اسباب سے حاصل ہوتی ہے، اول قرابت، یعنی نسبی تعلق، دوم امامت، یعنی امیر، خلیفہ یا اس کا نائب، سلطان اور قاضی جنہیں بعض خاص حالات میں نکاح کردینے کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے۔

ولی کے لئے شرط ہے کہ وہ مسلمان، عاقل اور بالغ ہو، خواہ مرد ہو یا عورت۔

نابالغ لڑکے یا لڑکی اور مجنون اور معتوہ پر ان کے اولیاء کو ولایت حاصل ہوتی ہے۔

ولایت کی ترتیب

(الف) ولایت بسبب قرابت:

رشتہ داروں میں سے اولاً ان لوگوں کو ولایت حاصل ہوگی جو عصبہ بنفسہ ہوں۔

عصبہ بنفسہ وہ مرد ہیں جن کے ساتھ اس لڑکے یا لڑکی کا رشتہ کسی عورت کے واسطے کے بغیر ہو، جیسے بیٹا، باپ، دادا۔

عصبات کو درج ذیل ترتیب کے مطابق ہی ولایت حاصل ہوگی:

(۱) بیٹا، پوتا اور ان کی اولاد نیچے تک۔

(۲) باپ، دادا، اوپر تک۔

(۳) حقیقی بھائی، علاتی بھائی اور ان کی اولاد نیچے تک۔

(۴) حقیقی چچا، باپ شریک (سوتیلا) چچا اور ان کی اولاد نیچے تک۔

اگر ایک قسم کے چند عصبات ہیں تو ان میں ولایت اس عصبہ کو حاصل ہوگی، جسے قرب قرابت حاصل ہو۔

اگر ایک ہی قسم اور ایک ہی طرح کی قرابت رکھنے والے چند عصبات ہوں تو ہر ایک کو برابر ولایت حاصل ہوگی، ان میں سے جو ولی بھی پہلے نکاح کردے گا وہ نکاح نافذ ہوگا اور دوسرے کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

اگر عصبات میں سے کوئی ولی موجود نہ ہو تو دوسرے رشتہ داروں کو ترتیب ذیل کے مطابق ولایت حاصل ہوگی:

(۱) ماں، (۲) دادی، (۳) لڑکی (۴) پوتی، (۵) نواسی (۶) پوتے کی لڑکی نیچے تک، (۷) نواسی کی لڑکی نیچے تک، (۸) نانا، (۹) حقیقی بہن، (۱۰) علاتی بہن (باپ شریک)، (۱۱) اخیافی (ماں شریک) بھائی بہن، (۱۲) اخیافی بھائی بہن کی اولاد، (۱۳) ذوات الارحام بہ ترتیب ذیل:

(۱) پھوپھیاں، (۲) ماموں، (۳) خالہ، (۴) چچازاد بہن، (۵) بہ ترتیب بالا ان کی اولاد۔

(ب) ولایت بسبب امامت:

اگر مندرجہ بالا رشتہ داروں میں سے کوئی ولی موجود نہ ہو تو امیر و خلیفہ کو ولایت حاصل ہوگی، یا اس قاضی کو جسے ولایت نکاح تفویض کی گئی ہو اور پھر نائب قاضی کو جسے قاضی نے یہ اختیار سپرد کیا ہو۔

ولایت کی ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ اگر ولی قریب نہ ہو تو ولی بعید کو ولایت منتقل ہو

جائے گی اور اگر کسی ولی قریب کے رہتے ہوئے ولی بعید نے نکاح کر دیا، تو ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

باپ دادا کا کیا ہوا نکاح

باپ دادا کا اپنے نابالغ یا مجنون یا معتوہ لڑکے یا لڑکی یا پوتے پوتی کا کیا ہوا نکاح خواہ کفو میں ہو یا غیر کفو میں، مہر مثل پر ہو یا غیر مہر مثل پر، لازم ہو جاتا ہے، بشرطیکہ باپ دادا معروف بسوء الاختیار، فاسق متہتک یا ماجن نہ ہوں، لیکن اگر وہ معروف بسوء الاختیار، فاسق متہتک یا ماجن ہوں تو غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوگا، اسی طرح اگر ایسے باپ دادا نے لڑکی یا پوتی کا نکاح مہر مثل سے بہت کم پر، یا لڑکے یا پوتے کا نکاح مہر مثل سے بہت زیادہ پر، کر دیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

اگر کسی معاملہ میں باپ دادا کی خود غرضی، لالچ اور اپنے ذاتی مفاد یا اپنی کم عقلی کی وجہ سے نہایت نامناسب لڑکے یا لڑکی کے ساتھ اپنے نابالغ، مجنون یا معتوہ لڑکے، لڑکی یا پوتے پوتی کا نکاح کر دینا واضح ہو تو ایسی صورت میں بھی نکاح منعقد نہیں ہوگا، اگرچہ پہلے سے ایسا کوئی تجربہ نہ ہو، مہر مثل سے بہت کم یا زیادہ پر نکاح کر دینے کا بھی یہی حکم ہے کہ ان حالات میں یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔

اگر باپ دادا نے نابالغ، مجنون، معتوہ لڑکے، لڑکی یا پوتے، پوتی کا نکاح نشہ کی حالت میں غیر کفو میں یا مہر مثل سے بہت کم یا زیادہ پر کر دیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

ولی کا نکاح سے گریز

اگر ولی اپنے زیر ولایت لڑکے یا لڑکی کے نکاح سے بلا عذر معقول گریز کرے، حالانکہ ان کے لئے مناسب رشتہ موجود ہو، اور تاخیر سے مناسب رشتہ چھوٹ جانے کا ڈر ہو، اور فی الحال ان کا نکاح کر دینے میں ان کی مصلحت یقینی ہو، اور اس وقت ان کا نکاح نہ کرنے سے ان کے لئے ضرر کا اندیشہ غالب ہو، تو ایسی صورت میں قاضی کو اختیار ہوگا کہ

اس لڑکے یا لڑکی کا نکاح کردے خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ مجنون، البتہ جہاں قاضی نہ ہو وہاں ولی ابعد کو یہ اختیار ہوگا۔

نکاح کرنے کے طریقے

نکاح کرنے کے چار طریقے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:

اَصالتہً: یعنی نکاح کرنے والا خود ایجاب یا قبول کرے۔ مثلاً لڑکا یا لڑکی دونوں میں سے کوئی ایک دو گواہوں کی موجودگی میں دوسرے سے کہے کہ میں نے آپ سے اتنے مہر کے عوض نکاح کیا اور وہ کہے ہاں میں نے قبول کیا۔

وِلایۃً: یعنی نکاح کرنے والے کا ولی، مثلاً اس کا باپ، دادا، بھائی یا چچا وغیرہ (بالترتیب) اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے، ایسا صرف اس صورت میں ہوتا ہے؛ جب کہ لڑکا یا لڑکی نابالغ ہو۔ اگر نکاح باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی، مثلاً بھائی، چچا وغیرہ نے کرایا ہے، تب تو ان کو بالغ ہونے کے بعد اختیار ہوگا کہ اس نکاح کو باقی رکھیں یا ختم کردیں، اور اگر باپ دادا نے کرایا ہے تو یہ اختیار نہیں رہے گا۔ ہاں اگر باپ دادا اپنے فسق وفجور میں مشہور ہوں تو پھر نکاح ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔ فقہ کی اصطلاح میں اس کو ''خیار بلوغ'' کہا جاتا ہے؛ مگر اس کے لیے قضاء قاضی شرط ہے، یعنی شرعی دار القضاء میں جا کر قاضی شریعت کی خدمت میں فسخ نکاح کا درخواست دینا ضروری ہے، قاضی محترم تحقیق کرنے کے بعد فسخ کرسکتے ہیں۔

اجازۃً: اگر لڑکا یا لڑکی بالغ ہو تو اس کی طرف سے اجازت یا وکالت کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے معاشرہ میں عموماً لڑکا اور لڑکی کے والدین، اولیاء وسرپرستان نکاح کراتے ہیں، یہ ایک بہتر اور مستحسن عمل ہے؛ کیوں کہ دونوں کے اولیاء اپنی اولاد کی دینی اور دنیاوی بھلائی دیکھ کر ہی نکاح کرائیں گے۔ اسی وجہ سے شریعت میں ولی کی اجازت کے بغیر کیے گئے نکاح کو ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اولیاء کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنی بالغ اولاد کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہ کریں:

”لَا تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ “

(بخاری:٥١٣٦)

کیوں کہ ازدواجی زندگی دونوں میاں بیوی کو گزارنی ہے؛اس لیے ان سے اجازت لی جائے۔

اجازت کا مطلب یہ ہے کہ بالغ لڑکا یا لڑکی اپنے ولی مثلاً باپ، دادا، یا بھائی کو اس بات کی اجازت دے دے کہ آپ میرا نکاح فلاں سے کرادیں، یا جس سے چاہیں کرادیں، یا ولی اپنے بیٹے یا بیٹی سے اس بات کی اجازت لے لیں کہ وہ اس کا نکاح فلاں یا فلانہ سے کرانے جارہاہے، واضح رہے کہ اگر باپ دادا نے کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی تو اس کا خاموش رہنا بھی اجازت کے حکم میں ہوگا۔بہر حال ایسی صورت میں ولی کو بھی اپنے بالغ بیٹے یا بیٹی کا نکاح کرانے کا یعنی ایجاب یا قبول کرنے کا حق ہوگا۔اجازت دیتے یا لیتے وقت بہتر ہے کہ دو گواہ بھی موجود ہوں۔

وکالۃ: یعنی نکاح کرنے والا لڑکا یا نکاح کرنے والی لڑکی کسی کو ایجاب وقبول کرنے کا زبانی یا تحریری طور پر وکیل بنادے، مثلاً یوں کہے یا لکھ دے کہ میں نے فلاں بن فلاں کو فلانہ بنت فلانہ سے یا فلاں بن فلاں سے اپنا نکاح کرانے کا وکیل بنادیا اور وکیل اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔مثلاً یوں ایجاب کرے کہ میں نے اپنے مؤکل یا مؤکلہ کو آپ کی زوجیت میں دیا یا میں نے اپنے مؤکل یا مؤکلہ کا نکاح آپ سے کیا۔قبول اس طرح کرے کہ میں نے اپنے مؤکل یا مؤکلہ کی طرف سے قبول کیا۔

واضح رہے کہ وکیل یا بالغ اولاد کا ولی خود اپنی طرف سے کسی کو نکاح کرانے کی اجازت نہیں دے سکتا ہے اور نہ کسی کو وکیل بنا سکتا ہے؛ اگر کسی نے ایسا کرلیا یعنی ولی نے کسی کو نکاح کرانے کی اجازت دے دی یا کسی کو وکیل بنادیا یا وکیل نے خود کسی دوسرے کو وکیل بنادیا یا نکاح کرانے کی اجازت دے دی اور اس نے نکاح کردیا تو ایسی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

ہاں دوصورتیں ایسی ہیں کہ نکاح منعقد ہوجائے گا: (۱)اسی مجلس میں ولی یاوکیل (اول) بھی موجود ہو،(۲)بعد نکاح جب لڑکی کواس کی اطلاع ہوئی کہ فلاں نے میرا نکاح فلاں سے کردیا ہےتو وہ انکار نہ کرے تو اس کی خاموشی بھی دلالتہً ایجاب کے حکم میں ہوگی اور نکاح منعقد ہوجائے گا۔(الدرالمختار علی ردالمحتار:۳/۸۵، ہندیہ:۱/۲۹۸)

وکالت نکاح

ہر عاقل و بالغ مرد وعورت اس کے مجاز ہیں کہ اپنا نکاح خود کرنے کے بجائے کسی اہل کو وکیل بنائیں اور نکاح سے متعلق اپنے اختیارات اسے سونپ دیں۔

وکالت کی دوقسمیں ہیں:(۱)عمومی،(۲)خصوصی۔

وکالت عمومی یہ ہے کہ عاقل و بالغ مرد وعورت نے کسی کو اپنا وکیل بنا کر یہ کہا کہ تمہیں اختیار ہے کہ میرا نکاح جہاں اور جتنے مہر میں چاہو کردو۔

وکالت خصوصی یہ ہے کہ عاقل و بالغ مرد وعورت نے کسی کو اپنا وکیل بنا کر یہ کہا کہ تمہیں اختیار ہے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے اتنے مہر میں کردو۔

ولی بھی اپنے زیرولایت لڑکے یا لڑکی کیلئے کسی کو وکیل بنا سکتا ہے،اوراس صورت میں بھی وکالت عمومی اور خصوصی ہوسکتی ہے۔

لکھ کر وکیل بنانا یا زبانی دونوں درست ہے،اوراس موقع پر دو گواہوں کی موجودگی مستحسن ہے۔

وکیل کے لئے عاقل ہونا ضروری ہے۔

ایک ہی شخص مرد وعورت دونوں کی طرف سے وکیل یا اپنی طرف سے اصیل اور دوسری جانب سے وکیل ہوسکتا ہے۔

مہر کا مطالبہ وکیل بالنکاح سے نہیں کیا جاسکتا ہے،اس لئے کہ وکیل نکاح کی حیثیت سفیر محض کی ہے،اور عقد نکاح کے سلسلہ میں اس پر کوئی ذمہ داری عائدنہیں ہوتی ہے۔

اگر وکیل نے اپنی موکلہ کا نکاح غیر کفو میں کر دیا تو یہ نکاح موکلہ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

اگر مرد کے وکیل نے مہر مثل سے اتنا زیادہ مہر مقرر کر دیا جو مروج مقدار سے نمایاں طور پر زیادہ ہے، یا لڑکی کے وکیل نے اس کے مہر مثل سے اتنی کم مقدار مقرر کی جو اس کے خاندان کے لئے باعث عار ہے، تو یہ نکاح ان پر لازم نہیں ہوگا، البتہ یہ نکاح فضولی کے حکم میں ہے، اگر اسی مہر کے ساتھ وکیل بنانے والے (مرد وعورت) نے نکاح کو قبول کر لیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

اگر وکیل کو بغیر کسی قید کے علی الاطلاق اختیار دیا گیا ہو تو بھی وکیل اس کا پابند ہوگا کہ وہ کسی ایسے لڑکے یا لڑکی سے اپنی موکلہ یا موکل کا نکاح نہ کر دے جس میں کوئی بڑا اور نمایاں عیب ہو۔

بالغ لڑکی کی اجازت

ولی اقرب کے لئے ضروری ہے کہ عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت سے کرے، اگر ایسا نہیں کیا تو نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

سنت یہ ہے کہ ولی خود اجازت لینے جائے، اور بہتر ہے کہ رشتہ طے کرنے سے پہلے کسی مناسب ذریعہ سے لڑکی کا عندیہ معلوم کرے۔

اگر ولی اقرب خود اجازت لینے نہ جائے بلکہ کسی کو اپنا وکیل یا قاصد بنا کر بھیجے تو اس وکیل یا قاصد کو چاہئے کہ لڑکی کے سامنے صراحت کر دے کہ وہ اس کے ولی کی طرف سے بحیثیت وکیل یا قاصد اس سے اجازت حاصل کرنے آیا ہے۔

بالغہ کنواری لڑکی سے خود ولی اقرب یا اس کا وکیل یا قاصد اجازت طلب کرے تو اس لڑکی کی طرف سے صراحۃ اجازت ضروری نہیں ہے، بلکہ ایسی چیزوں کا اظہار جو عرف میں اجازت کی علامت ہے، اذن اور رضا سمجھا جائے گا۔

ولی اقرب یا اس کے وکیل یا قاصد کے سوا کوئی اور بالغہ کنواری سے اجازت لے رہا ہے تو رضا کی علامتوں کا پایا جانا کافی نہیں ہوگا، بلکہ صراحتاً منظوری کے بعد ہی اذن تصور کیا جائے۔

اگر لڑکی سے نکاح کی اجازت لیتے وقت اجازت لینے والے شخص نے ہونے والے شوہر کا متعین طور پر ذکر نہیں کیا تو لڑکی کا خاموش رہنا کافی نہیں ہوگا، بلکہ صراحتا اپنی رضا کا اظہار ضروری ہوگا۔

اجازت لیتے وقت ہونے والے شوہر کا ذکر اس طرح کیا جانا چاہئے کہ وہ متعین ہو جائے، مثلا ہونے والے شوہر کا نام، اس کی ولدیت، اور ضرورت ہو تو سکونت کی بھی تصریح کردی جائے۔

اجازت لیتے وقت مہر کی مقدار بتا دینا بہتر ہے۔

اگر بالغہ ثیبہ ہو (جس کا نکاح پہلے بھی ہو چکا تھا، اور شوہر کے ساتھ رہ چکی ہے) تو زبان سے رضامندی کا اظہار ضروری ہے۔

تشریح: ثیبہ سے مراد وہ خاتون ہے جس سے نکاح صحیح یا فاسد کے بعد وطی کی گئی ہو، یا اس کے ساتھ وطی بالشبہہ کا تحقق ہوا ہو، یا اس سے بار بار زنا کا صدور ہوا ہو اور عام لوگوں نے اس کو جان لیا ہو۔

اگر بالغہ کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر ولی اقرب نے کر دیا اور بعد نکاح خود ولی اقرب یا اس کے وکیل یا قاصد یا کسی قابل اعتماد شخص نے لڑکی کو اس نکاح کی خبر دی، اور اس کی طرف سے رضامندی کی کوئی علامت پائی گئی تو اسے نکاح کی منظوری تصور کیا جائے گا، اور اگر لڑکی ثیبہ ہے تو صراحتاً زبان سے منظوری ضروری ہوگی۔

نکاح فضولی

جو شخص بغیر شرعی اختیار کے اپنا یا کسی اور کا نکاح کر دے تو یہ نکاح، نکاح فضولی

ہوگا، اور ایسا نکاح اس شخص کی اجازت پر موقوف ہوگا جو اس معاملہ میں شرعاً اختیار رکھتا ہو، اگر صاحب اختیار نے فضولی کے اس نکاح کو منظور کرلیا تو نکاح نافذ ہوگا، ورنہ باطل ہوجائے گا۔

مثلاً کسی ہوش مند نابالغ نے اپنا نکاح خود کرلیا یا کسی غیر نے نابالغ کا یا بالغ مجنون ومعتوہ کا نکاح اس کے ولی کی اجازت کے بغیر کردیا تو یہ تمام صورتیں نکاح فضولی کی ہیں، جو اولیاء کی اجازت پر موقوف رہیں گی، اسی طرح اگر کسی شخص نے عاقل و بالغ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کردیا تو یہ بھی نکاح فضولی ہوگا، جو عاقل و بالغ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

☆☆☆☆☆